Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | بدھ - ۱۷ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ، ۷ نبوت ۱۳۶۹ہش، ۷ نومبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۲۰۱

اخبار احمدیہ

ربوہ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اعجازی رنگ میں بہتر ہو رہی ہے۔

جملہ احباب اپنی خاص دعاؤں میں حضرت سیدہ ممدوحہ کو یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے جلد اور کامل شفا عطا کرے۔ اور صحت و تندرستی والی طویل عمر سے نوازے۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"غور کر کے دیکھو کہ اگر ان لوگوں نے خدا کے لئے اس دنیا کو چھوڑ دیا تھا تو نقصان اٹھایا؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ہی دیکھو کہ جب وہ شام کے ملک سے واپس آ رہے تھے تو راستہ میں ایک شخص ان کو ملا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ۔ اس شخص نے جواب دیا کہ اور تو کوئی تازہ خبر نہیں البتہ تمہارے دوست محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ اس پر ابو بکر صدیقؓ نے اس کو جواب دیا کہ اگر اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو وہ سچا ہے۔ وہ جھوٹا کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ سیدھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر چلے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ آپ گواہ رہیں کہ سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والا میں ہوں۔ دیکھو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ نہیں مانگا تھا۔ صرف پہلے تعارف کی برکت سے وہ ایمان لے آئے تھے"۔

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۷۸-۷۹)

"پہلے ایمان کو درست کرو۔ یہ ریاضتیں جو طریقِ نبوی سے باہر ہیں یہ تو کسی کام نہ آئیں گی۔ اور نہ منزل مقصود کو پہنچائیں گی۔ دیکھو بعض جوگی اس قدر ریاضتیں کرتے ہیں کہ اپنے بازو سکھا دیتے ہیں مگر اللہ کے نزدیک مقبول نہیں کیونکہ ایک تو ارشاد نبوی کے خلاف۔ دوم ایمان ہی نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے .... یعنی اللہ اُن کی عبادت قبول کرتا ہے۔ جو خدا سے ڈرتے ہیں۔ اور ڈرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کے منشاء کے مطابق کام کرتے ہیں اور سب سے پہلا کام تو یہ ہے کہ اس کے مامور کو مانیں دیکھو یہودی خدا کو مانتے ہیں اور مشرک بھی نہیں۔ قبلہ بھی ان کا وہ ہے جو پہلے مسلمانوں کا رہ چکا ہے۔ مگر پھر بھی خدا کے حضور مقبول نہیں۔ صرف اس لئے کہ خدا کے رسول کو نہ مانا۔ رسولوں کو نہ ماننے سے وہی جنہیں عالمین پر فضیلت دی گئی تھی ملعون ہوئے۔ کیونکہ گناہ تو اور بھی ہیں مگر سب سے بڑا گناہ مامور من اللہ کا انکار ہے"۔

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۱۰۶)

محترم مولانا عبدالرحمٰن مبشر صاحب وفات پا گئے

احباب جماعت کو دلی افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قدیمی خادم محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبشر آف ڈیرہ غازی خاں۔ ۵ نومبر ۱۹۹۰ء کو انتقال فرما گئے ان کی عمر ۸۲ سال تھی۔ بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

محترم مولانا صاحب سلسلہ احمدیہ کی تائید میں ایک نڈر اور دلیر مجاہد تھے۔ جنہوں نے اپنی درجن بھر کتب کے ذریعے نہایت قابل قدر خدمات انجام دیں۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کے بارے میں ایک مکتوب میں فرمایا۔

"مکرم عبدالرحمٰن صاحب مبشر مولوی فاضل کو خدا تعالیٰ نے علمی تحقیق اور تحریر و تصنیف کا ملکہ عطا فرمایا ہے اور سخت نامساعد حالات میں بھی انہوں نے کبھی کلمۂ حق کہنے سے گریز نہیں کیا ...... یہ خاص سعادت ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کو عطا ہوئی ہے ......"

(عالمگیر برکات صفحہ ۷)

مندرجہ بالا ارشاد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے محترم مولوی صاحب موصوف کی آخری ضخیم تصنیف "عالمگیر برکات مامور زمانہ" کے

باقی صفحہ ۸ پر

بدظنی قوم کو تباہ و برباد کر دیتی ہے

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

"بعض لوگوں کے اندر کس قدر بدظنی کا گند پیدا ہو گیا ہے اور جن لوگوں کی وجہ سے یہ گند پیدا ہوتا ہے وہ ہوتے بھی کے ہیں۔ باہر سے لوگ آتے ہیں وہ یہاں کے کسی رہنے والے سے اپنے مقدمہ کا ذکر کر دیتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ فلاں شخص قاضی کا دوست ہے اور تمہارا ہی اس سے مخالفت ہے۔ اس نے قاضی پر اثر ڈالا ہوگا۔ ایسے قاضی کا پتہ بھی نہیں ہوتا۔ چند دن ہوئے مجھے ایک شخص کا خط آیا۔ اس نے لکھا۔ فلاں شخص نے قاضی پر اثر ڈالا ہے اور اس نے میرے خلاف فیصلہ دے دیا ہے۔ میں نے کہا جہاں تک مجھے علم ہے۔ میں نے آپ کو ایک یا دو دفعہ دیکھا ہے لیکن قاضی کا مجھے بیس سال سے تجربہ ہے اور اسی تجربہ کی بناء پر میں نے اسے قاضی مقرر کیا ہے اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اپنے بیس سال کے تجربہ کو دو دن کی ملاقات پر قربان کر دوں۔ جس کا مجھے بیس سال کا تجربہ ہے کہ وہ نیک ہے اسے میں جھوٹا کہوں اور آپ کو میں نے ایک دو دفعہ دیکھا ہے اور آپ کے اخلاق کا واقف نہیں۔ پھر بھی میں اس شخص کے مقابلہ میں آپ کو سچا قرار دے دوں۔ یہ بدظنیاں ہی ہیں جو قوموں کو تباہ کر دیتی ہیں اور یہ بدظنیاں تم پیدا کر دیتے ہو۔ ایک شخص تمہارے پاس آ کر بات کرتا ہے اور تم کہتے ہو۔ ہاں ہاں میں سمجھ گیا فلاں آدمی قاضی کے محلہ کا ہے اس نے اثر ڈالا ہوگا۔ دوسرا فوراً آنکھ مار کر کہتا ہے ہاں یہ راز ہے گویا جہنم کا جو گند کھایا وہ راز بن گیا تم اپنے اندر اخلاقِ فاضلہ پیدا کر کے دیکھو پھر دیکھو کہ ایک دن میں کایا نہیں پلٹ جاتی تم خود بھی دیانت کے

باقی صفحہ ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۷، نبوت ۱۳۶۹ ہش   ۷ ، اکتوبر ۱۹۹۰ء

جیو اور جینے دو

محاورے اور ضرب الامثال عقل و دانش کے دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہوتے ہیں۔ جو بات کہنے کے لئے آپ کو ایک پوری کہانی سنانی پڑتی ہے یا ایک مفصّل واقعہ بیان کرنا ہوتا ہے وہ ایک مختصر سے محاورے یا ضرب المثل سے کہہ دی جاتی ہے۔ مثلاً "جیو اور جینے دو" یہ کوزہ ہے اور جس دریا کو اس کوزے میں بند کیا گیا ہے۔ وہ زندگی کے ہر شعبے کی تفصیلی حقیقت ہے۔ دنیا بھر کے تمام قانون اس کے مطابق بنائے جاتے ہیں۔ آپ سڑک استعمال کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ لیکن صرف اسی صورت میں اور اسی طرح کہ آپ دوسروں کو بھی سڑک استعمال کرنے دیں۔ اگر سڑک روک کر کھڑے ہو جائیں اور دلیل یہ دیں کہ مجھے سڑک کے استعمال کا حق حاصل ہے تو یہ بات ناقابلِ قبول ہوگی اور لوگ ۔ بلکہ قانون ۔ آپ کو ایسا نہیں کرنے دیں گے۔ سڑک کی اس مثال کو زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی کیا جا سکتا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک اور بات قابلِ غور ہے اور وہ یہ ہے کہ اس دنیا میں ثبات صرف تغیّر کو ہے۔ ہر لمحہ ہر قدم دنیا بدلتی ہے۔ آج جو اوپر ہے کل وہ نیچے ہے۔ آج جو آگے ہے کل وہ پیچھے ہوگا۔ اگر انسان اس تبدیلی پر غور کرے اور وہ بخوبی یہ بات سمجھ لے کہ آج مَیں کچھ لے رہا ہوں تو کل مجھے کچھ دینا پڑے گا۔ اور مَیں دوسروں سے لُطف و عنائت سے پیش آؤں گا تو کل مجھ سے بھی لطف و عنائت کا سلوک ہوگا اور اگر آج مَیں ظلم کر رہا ہوں تو کل یہی ظلم مجھ پر لَوٹ پڑے گا۔ بڑی بڑی سلطنتیں اپنا طنطنہ اور دبدبہ دکھا کر ختم ہو جاتی ہیں۔ بُرے بُرے کچلے اور پِسے ہوئے لوگ دنیا کے اکابرین میں شمار ہونے لگتے ہیں۔ اور ان کے ہاتھ ایسی طاقت لگتی ہے کہ شائد و باید۔

تہذیبیں آتی ہیں اور چلی جاتی ہیں۔ اور صرف اپنا نام چھوڑ جاتی ہیں ، اگر اچھی تھیں تو اچھا نام اور اگر بُری تھیں تو بُرا نام۔ ایک لمبی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ لیکن کون ہے جو اس بات سے سبق لے۔ کون ہے جو اپنا مقام پہچانے اور دوسروں کو بھی وہی حقوق دینے پر راضی ہو جائے جو وہ خود لینا چاہتا ہے۔ آئیے ہم سب جیو اور جینے دو پر غور کریں اور دوسروں کے ساتھ وہی سلوک کریں جس کے ہم خود اپنے آپ کو مستحق سمجھتے ہیں۔

درد بڑھتا رہا فرقت کے اثر سے دیکھو
جیسے انگاروں پہ گذرے ہیں یہ عرصے دیکھو

سانولی شام ہے تنہائی ہے دل بوجھل ہے
آج شاید یہ گھٹا ٹوٹ کے برسے دیکھو

حُسن اُن کا مری آنکھوں سے نظر آتا ہے
دیکھنا ہو تو اُنہیں میری نظر سے دیکھو

دل مُصر ہے کہ مرے خط کا جواب آیا ہے
نامہ بر کوئی تو آیا ہے اُدھر سے دیکھو

مَیں ہوں بے جان سا لاعلم سا مُہرہ لیکن
میری قیمت میرے شاطر کی نظر سے دیکھو

دِید وا دِید کی حسرت لئے گھر بیٹھے ہیں
کون ایسے میں نکل سکتا ہے گھر سے دیکھو

کرو تقسیم مناسب کہ خدا رازق ہے
کوئی انسان نہ خوراک کو ترسے دیکھو

غیر کی آگ جو تاپو گے تو جَل جاؤ گے
کوئی چنگاری نکل آئے گی گھر سے دیکھو

اس قدر اجنبی دستک ہے کہ دل ڈرتا ہے
ساتھ خنجر تو نہیں روزنِ در سے دیکھو

بیٹیاں جان سے پیاری ہیں پہ رخصت کر کے
بوجھ اُتر جاتا ہے ماں باپ کے سَر سے دیکھو

امۃ الباری ناصر

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں)

"فضل ہمیشہ خدا کی طرف سے آتا ہے۔ ہزار تدبیر کرو ہرگز کام نہ آوے گی جب تک آنسو نہ بہیں۔"

مَیں نے اس چہرۂ پُر نُور کو پھر دیکھا ہے
مَیں نے آنکھوں کی طراوت کا کیا ہے ساماں
مَیں نے بخشی ہے جِلا رُوح کی گہرائی کو
میری ہر سانس کی دھڑکن ہے مرے دل کا بیاں

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون۔ سین

بن بیلا الجزائر کے سابق صدر

نائیجیریا کو ۱۹۶۰ء میں آزادی ملی اور الجیریا کو ۱۹۶۲ء میں۔ الجیریا کی آزادی کی تحریک کے بانی اور سربراہ بن بیلا نائیجیریا تشریف لائے تو ایئرپورٹ پر وی۔ آئی۔ پی۔ لاؤنج میں ان سے ملاقات ہوئی۔ احمدیہ جماعت کا ایک مختصر سا تعارف کروایا گیا۔ کیونکہ ایئرپورٹ کے لاؤنج میں تو بہرکیف تعارف مختصر ہی ہو سکتا تھا۔ لیکن یوں محسوس ہوا کہ وہ احمدیت کے نام اور کام سے کسی حد تک واقف ہیں۔ آزادی کے بعد وہ پہلے وزیرِ اعظم بنے اور پھر صدر اور ۱۹۶۵ء میں کرنل ہواری بومدین نے ان کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور ۱۵ سال تک انہیں الجیریا میں زیر حراست رکھا۔ ۱۵ سال کے بعد ۱۹۸۰ء میں انہیں اجازت دے دی گئی کہ وہ ملک سے باہر جا سکتے ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے سوئٹزرلینڈ جانے کا خیال آیا۔ اب دس سال کی جلاوطنی کے بعد وہ بارسلونا سپین سے واپس الجیریا آگئے ہیں۔ اگرچہ اس دوران بھی وہ واپس تو آسکتے تھے لیکن نیشنل لبریشن فرنٹ کے متعلق انہیں خطرہ تھا کہ وہ ان سے بہتر سلوک نہیں کرے گی۔ اگرچہ یہ فرنٹ جس کے سربراہ شاذلی بن جدید ہیں نسبتاً زیادہ لبرل تھا۔ اب ان کی عمر ۷۳ سال ہے اور اگرچہ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کسی وقت ملک کے سربراہ بن سکیں گے یا نہیں۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ آگے بڑھنے کا راستہ ہموار کر رہے ہیں اور لوگوں میں ان کو پذیرائی حاصل ہو رہی ہے۔ واپسی پر جن لوگوں نے ان کا استقبال کیا ان کی تعداد ۵۰ ہزار بتائی جاتی ہے۔ حالانکہ انہیں ملک سے باہر اور ملک میں بھی زیر حراست کے عرصے میں خاصی تعداد میں لوگ بھول چکے تھے۔ نوجوان تو تحقیقی طور پر ان سے واقف ہی نہیں اور جو بوڑھے لوگ ہیں ان کی ویسے ہی تعداد نسبتاً کم ہے لیکن بہرحال وہ اپنے خیالات اور اپنی پالیسیوں کے اظہار سے روز بروز زیادہ پذیرائی حاصل کر رہے ہیں۔ گذشتہ ماہ وہ اردن میں اس میٹنگ میں بھی شریک ہوئے جس میں عراق کی حمایت کا اظہار کیا گیا وہاں انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرکے لوگوں کو خاصا متاثر کیا۔ انہوں نے الجیریا کی آزادی کے لئے جنگ لڑی تھی اور اس سے پہلے وہ ۱۱ سال تک فرانسیسی حکومت کی قید میں رہے تھے۔ چنانچہ سیاست کی سب اونچ نیچ سے واقف اور مختلف ممالک کے حالات پر گہری نظر رکھتے ہیں۔

الجیریا میں اس وقت لوگوں کی اکثریت صدام حسین کی حامی ہے اور وہ اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ عراق کا کویت پر قبضہ کوئی غلط بات نہیں۔ بن بیلا نے الجیریا کے باشندوں سے کہا ہے کہ وہ لاکھوں کی تعداد میں تیار ہو جائیں تاکہ اگر عراق پر امریکہ یا امریکہ کے ساتھیوں کی طرف سے حملہ کیا جائے تو وہ عراق کا دفاع کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار پائیں۔ عراق ہی میں بن بیلا نے ایک ٹیلیوژن انٹرویو پر کہا کہ سعودی عرب میں امریکی فوجوں کا موجود ہونا اسلام کے نام پر دھبہ ہے۔ اور عرب لوگوں کو اس بات کو کبھی برداشت نہیں کرنا چاہئے۔ گذشتہ دنوں انہوں نے بغداد کے علاوہ ریاض کا بھی دورہ کیا ہے تاکہ خلیج کے تنازعہ کو حل کرنے میں اپنی مساعی کو کام میں لاسکیں۔ ۷۳ سال کی عمر میں ان کی یہ بھاگ دوڑ ان کی صحت پر اثر تو ڈال رہی ہے لیکن ان کا عزم پختہ ہے اور ارادے بلند۔ اس وقت ان کے لئے سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ الجیریا کے کن طبقوں کی طرف سے تعاون حاصل کریں جو ان سے وفاداری کا ثبوت دیں اور اگر ضرورت پڑے تو دوسروں کے مقابلے میں ان کی مدد کریں۔ اگر فی الواقعہ ان کا ایسے لوگوں سے اتحاد ہو جائے جو ان کے لئے مخلص بھی ہوں اور جو طاقت کا مظاہرہ بھی کر سکتے ہوں تو بن بیلا کا سیاست میں اور امورِ مملکت میں دوسروں سے آگے نکل جانا کچھ بعید نہیں ہے۔

زخم اور پھاہا

حال ہی میں واشنگٹن میں ایک تقریب منعقد کی گئی۔ جس میں جنگِ عظیم دوئم میں بعض کی گئی غلطیوں کی معافی مانگنا مقصود تھا۔ چنانچہ اس تقریب میں اٹارنی جنرل ڈِپ تھارن برگ گھٹنوں کے بل جھکا اور اس نے ساری قوم کی طرف سے ایک شخص مامورو ایٹو (MAMORU ETO) جن کی عمر اس وقت ۱۰۷ سال ہے اور جو جاپانی امریکن ہے اور بڑھاپے کی وجہ سے وہیل چیئر پر بیٹھ کر ادھر ادھر چلتے پھرتے ہیں سے معافی مانگی۔ اس شخص کو بہت سے دوسرے جاپانیوں کے ساتھ جنگ کے موقعہ پر حراست میں لے لیا گیا تھا اس تقریب میں ۲۰ ہزار کی ادائیگی کی گئی اور اس ادائیگی کو وصول کرنے والے ۹ معمر افراد تھے جنہیں مامورو کی طرح حراست میں لیا گیا تھا۔ دراصل کل تعداد ایسے لوگوں کی ۶۵ ہزار ہے اور ان سب کو آہستہ آہستہ ۲۰ ہزار کی رقم ادا کی جائے گی۔ ان سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب حکومت نے ایسا فعل کیا جو درست نہیں تھا تو آپ نے حکومت پر اعتماد جاری رکھا اپنے بیان میں اٹارنی جنرل نے یہ بھی کہا کہ اگر کوئی قوم آخرکار اپنی غلطیوں کا اقرار کر لے تو یہ اس کے استحکام کے خلاف نہیں بلکہ اس کے خلوص پر مہر ثبت کرتا ہے اور اس بات کی دلیل بن جاتا ہے کہ وہ دستور اور دستور کے ذریعہ لوگوں کے ساتھ مخلص ہے۔ اس موقع پر صدر بش نے جو پیغام بھیجا اس میں کہا گیا کہ ہم ماضی کی غلطیوں کا کبھی پورے طور پر ازالہ نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ تو ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے مستحکم ارادوں کا اظہار کریں اور انصاف کی بات دہرائیں اور یہ بھی برملا کہیں کہ امریکہ میں رہنے والے جاپانیوں کے ساتھ جنگِ عظیم دوئم میں زیادتی ہوئی۔ سینیٹر سپارک۔ ایم میٹسوناگا MATSUNAGA اور نارمن دائی نیٹیا جو دونوں ڈیموکریٹ ہیں انہوں نے اس معافی اور اس رقم کی ادائیگی کے لئے خاص طور پر کام کیا ہے۔ یہ اپنا بیان دیتے ہوئے نم دیدہ ہو گئے۔ اور ان دونوں نے سب کے سامنے معانقہ کیا اور تمام حاضرین نے نعرہ لگایا کہ خدا امریکہ کو برکت دے۔ میٹسوناگا ۴۴۲ ویں رجمنٹ میں لڑے اور انہیں کانسی کا تمغہ برانز سٹار اس وقت دیا گیا جب وہ اٹلی کے محاصرے میں دو دفعہ زخمی ہوئے مینیٹا کی عمر اس وقت ۱۰ سال کی تھی جب انہیں ہارٹ ماؤنٹین کے کیمپ میں رکھا گیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ امریکی جن کے آباؤاجداد جاپانی ہیں۔ اب یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہاں پر ملکی دستور کے ساتھ کتنا خلوص برتا جاتا ہے سینیٹر ڈینیل کے انوے جن کا دایاں بازو یورپ میں جنگ کے دوران کٹ گیا تھا نے بھی اپنی آنکھیں پونچھیں اور ایٹو کو مبارکباد دی۔ ایٹو جاپان کے ایک چرچ کے مبلغ تھے۔ یہ چرچ ان دنوں کاساڈینا میں کام کرتا تھا ۱۹۴۲ء میں انہیں حراست میں لیا گیا اور پھر مختلف جگہوں پر کیمپوں میں رکھا گیا۔ ایٹو نے ہی اس تقریب کے آغاز میں دعائیہ کلمات کہے اور یہ کلمات جاپانی زبان میں کہے گئے اس کے بیٹے نے کہا کہ تھوڑی بہت انگریزی جو انہیں آتی تھی۔ وہ اب بھول چکے ہیں ڈیوڈ ایٹو (بیٹا) کی عمر ۵۹ سال ہے اور وہ لوس اینجلس میں انجنیئر ہیں انہیں بھی ۲۰ ہزار کی رقم ادا کی جائے گی۔ انہوں نے دیگر ایسی ہی رقوم وصول کرنے والوں کے ساتھ مل کر کہا کہ جہاں تک ان ڈالرز کا تعلق ہے ان سے زیادہ حکومت کا جذبہ قابل قدر ہے اگرچہ یہ رقم سب سے پہلے مامورو ایٹو کو دی گئی۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ ۱۰۷ سال کی عمر کے ہونے کے باوجود سب سے زیادہ معمر نہیں ہیں۔ ایک شخص رابرٹ جو اس دفتر کے سربراہ ہیں جہاں سے یہ رقوم ادا کی جائیں گی۔ اور وہ دفتر عدالت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے وہ ایک فونیشین عورت کو بھی یہ رقم ادا کرے گا۔ اس عورت کی عمر ۱۰۲ سال ہے۔ یہ رقم ایک نجی تقریب کے موقعے پر ادا کی جائے گی۔ عورت نے اپنا نام بتانے سے انکار کر دیا ہے۔ اور وہ نہیں چاہتی کہ اس معاملے کی تشہیر کی جائے۔ وہ اس وقت دانت درد میں مبتلا ہے اور اتنی کمزور ہے کہ واشنگٹن نہیں آسکتی۔ رقوم کی یہ ادائیگی سول لبرٹیز ایکٹ ۱۹۸۸ء کے مطابق قابل عمل ہوئی ہے۔ رقم ۲۰ ہزار ڈالر ہے اور اس کے ساتھ معافی نامے کا ایک خط ہے اور یہ ۶۵ ہزار افراد کو دیا جائے گا اگرچہ کل جاپانی جن کو حراست میں لیا گیا تھا ان کی تعداد ایک لاکھ ۲۰ ہزار ہے۔ کل رقم جو ادا کی جائے گی وہ ڈیڑھ ارب ڈالر ہے۔ اندازہ کیجئے کہ زخم کب لگے۔ یعنی جنگ میں حراست میں کب لئے گئے اور پھاہا ان زخموں پر کب رکھا گیا۔ ۴۵ سال کے بعد۔ چلو یہ بھی اچھا ہوا کہ آخر امریکہ کو اس بات کا احساس تو ہوا کہ جنگ کے دوران اس سے کئی غلطیاں سرزد ہوئیں اور ان میں سے ایک بہت بڑی غلطی جو ممکن ہو اس وقت غلطی نظر نہ آتی ہو یہ تھی کہ ایک لاکھ بیس ہزار جاپانیوں کو حراست میں لے لیا گیا۔ عام طور پر ہوتا بھی ایسا ہی ہے کہ جب دو ملکوں کی آپس میں جنگ ہو تو دونوں ملک ایک دوسرے کے شہریوں کو جو ان کے ملک میں موجود ہوتے ہیں حراست میں لے لیتے ہیں۔ امریکہ نے بھی جاپانیوں کو جنگِ عظیم دوئم میں حراست میں لیا تھا۔ اور اب یہ خیال ابھرا ہے کہ ایسا نہیں کرنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چاہیئے تھا یا اگر ایسا کرنا چاہیئے بھی تھا تو اب اس کی معافی مانگ لینی چاہیئے چنانچہ یہ تقریب جو حال ہی میں منعقد ہوئی۔ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ امریکہ اس بات پر پشیمان ہے کہ اس وقت حالات نے مجبور کر کے ایک لاکھ بیس ہزار جاپانیوں کو حراست میں لینے کا فیصلہ کروایا۔

بنگلہ دیشی یتیم بچے

ڈھاکہ کے ایک اخبار نے جس کا نام "ڈائنگ ملت" ہے بتایا ہے کہ کئی سو بنگلہ دیشی یتیم بچے جو پہلے کلکتہ کے یتیم خانوں میں تھے۔ اب فرانس کے یتیم خانوں میں پل رہے ہیں۔ ۱۹۸۷ء میں ہندوستان اور فرانس کی حکومتوں کے درمیان ایک معاہدے کے تحت ان یتیموں کو وہاں لے جایا گیا تھا۔ وہ تو وہ ڈھاکہ میں بھی سکتے تھے۔ لیکن کہتے ہیں۔ کہ ڈھاکہ کے یتیم خانے کے پاس فنڈز کم ہونے شروع ہو گئے اور مزید اس مقدار میں آنے بند ہو گئے۔ جس کی ضرورت تھی تو یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ ان یتیموں کو کسی اور جگہ بھیجا جائے چنانچہ تری پورہ ریاست کی حکومت کے ایک نمائندہ ایس دیورائے اور نئی دہلی میں فرانسیسی سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری جوروم بونافیٹے (JEROME BONA FETE) نے ایک معاہدے پر دستخط کئے اور اس طرح ان بچوں کو فرانس بھیجا گیا۔ کہتے ہیں کہ ان بچوں کی اکثریت چکمہ قبیلے سے تعلق رکھتی ہے جو بنگلہ دیش کے اس جنوبی مشرقی چٹاگانگ کے طبقے کے ساتھ منسلک ہے۔ جہاں اکثر مسائل کا سامنا رہتا ہے۔ ان بچوں نے تری پورہ کے مہاجر خیموں میں ۱۹۸۶ء میں اپنے والدین کے ہمراہ رہائش اختیار کی تھی۔

قبائلی علاقوں میں سے ہزاروں ہزار لوگ بھاگ کر ہندوستان جا چکے ہیں اور یہ بات اس وقت سے شروع ہوئی جب شانتی باہنی کے قبائلی حملہ آوروں نے بنگلہ دیش کی سیکورٹی افواج کا سامنا کیا۔ یہ ۱۹۸۶ء کی بات ہے۔ حفاظتی اداروں نے اب یہ بتایا ہے کہ گذشتہ دو سال میں وہاں کے حالات خاصی حد تک بہتر ہو گئے ہیں اور بہت سے قبائلی لوگ باوجود اس کے کہ باغیوں کے حملوں کا خطرہ ہے اپنے گھروں کو واپس آ گئے ہیں۔ گذشتہ روز ۵ باغیوں نے جن میں ان کا نام نہاد کپتان بھی شامل تھا۔ اپنے آپ کو حفاظتی فورسز کے حوالے کر دیا۔ شانتی باہنی گذشتہ ۱۶ سال سے جنگ میں مصروف ہے۔ یہ بنگالی بولنے والے مسلمانوں کو اپنے پہاڑی علاقے سے نکال باہر کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے لئے آزادی کے خواہاں ہیں۔ یہ بات یقین سے نہیں کہی جا سکتی کہ جو بچے فرانس کے یتیم خانوں میں پرورش پا رہے ہیں وہ کس حد تک اپنے آپ پر اتنا قابو رکھ سکیں گے کہ عیسائیوں میں رہنے اور ان کا کھانے پینے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یتیموں کا پالنا اچھا کام ہے اور ایک ملک کے یتیموں کو کسی دوسرے ملک میں پلنے کی سہولت دینا تو شائد بہت ہی اچھا کام سمجھا جائے لیکن سب سے بڑا مسئلہ مذہب کی تبدیلی کا ہے۔ وہاں دن رات عیسائی ماحول میں رہ کر اور عیسائیوں کے زیر نگر زندگی گزارتے ہوئے۔ بچوں کے لئے اپنے مذہب کی طرف توجہ دینا نہایت مشکل ہے۔ خدا کرے کہ یہ سینکڑوں بچے جو ہیں تو بنگلہ دیشی لیکن فرانس کے یتیم خانوں میں پرورش پا رہے ہیں۔ اپنے مذہب کو بچا سکیں اور جب عملی طور پر زندگی آپ بسر کرنا شروع کریں تو اپنے آپ کو مسلمان کہیں بھی اور اسلام پر عمل بھی کریں۔

بچوں کی صحت

تقریباً دنیا کے تمام ملکوں میں بچوں کی صحت و تندرستی طول عمری اور بہبود کے سلسلے میں جلد جلد مضامین بصورت ہدایات چھپنے سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اب عالمی سطح پر اس بات کی طرف توجہ کی جا رہی ہے کہ جن ماحولیاتی خرابیوں کی وجہ سے یا جن اشیاء کی قلت کے باعث بچے پیدا ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد فوت ہو جاتے ہیں ان کا کوئی نہ کوئی ازالہ کرنا چاہیے۔ "یونیسف" جو بچوں کے لئے ایک عالمی ادارہ ہے۔ نے حال ہی میں ایک رپورٹ شائع کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اگر بچوں کی یہی حالت رہی جو اب ہے تو سن ۱۹۹۰ء میں پندرہ کروڑ بچے ایسی بیماریوں سے ہلاک ہوں گے۔ جن کا علاج بھی آسان ہے اور جن پر زیادہ خرچ بھی نہیں اٹھتا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ہزاروں بچے اسلئے موت کے منہ میں چلے جائیں گے کہ انہیں وہ ویکسین جو ۶ مہلک بیماریوں کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ اور جسکی قیمت دس روپے ہے وہ انہیں میسر نہیں ہے گویا کہ اگر یہ ۱۰ روپے کی ویکسین ہر چھوٹے بچے کو فراہم کی جا سکے تو ان بچوں کو موت کے منہ میں جانے سے بچایا جا سکتا ہے۔ اس طرح رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر بچوں میں پانی کی کمی کا علاج نہ کیا جائے تو اس سال ہزاروں بچے اسہال کی بیماری سے ہلاک ہوں گے اور یہ ایسی بیماری ہے۔ جسکے علاج کے لئے زیادہ سے زیادہ دس روپے کی ضرورت ہے۔ جو پیکٹ اس بیماری میں پانی میں گھول کر دیا جاتا ہے اور جسکے مشتملات نمک پوٹاشیم اور گلوکوز ہیں اسکی قیمت صرف دس روپے ہے۔

یونیسف کی رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ طبی تکنیک تو میسر ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ اس تکنیک کو جلد از جلد زیادہ سے زیادہ وسیع حلقے تک پہنچایا جائے اور لوگوں کو اس بات کی تعلیم اور تربیت دی جائے کہ اسے کس طرح استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ بھی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ آج کل بچوں کی صحت کا دارومدار زیادہ تر والدین پر ہے۔ اگر والدین کو اس بات کا علم ہو کہ کس مہلک بیماری میں کون سی دوائی استعمال کی جانی چاہیئے تو یقیناً ان دواؤں کے استعمال سے بچوں کو بیماریوں سے بچایا جا سکتا ہے۔ یا کم از کم والدین کی تربیت ایسی ہونی چاہیے کہ وہ ان بیماریوں کے آغاز ہی پر بچے کو کلینک لے جائیں۔ یہ بھی اندازہ لگایا گیا ہے کہ اگر والدین کو صحت کے متعلق خاصی واقفیت بہم پہنچا دی جائے تو سال ۲۰۰۰ء تک بچوں کی اموات کو ۱/۲ کم کیا جا سکتا ہے۔

اگر بچوں کی جان بچائی جا سکے تو شرح پیدائش کو بھی کم کیا جا سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر کسی جوڑے کے بچے جلد جلد فوت ہونے لگیں یا زندگی کے پہلے سال میں فوت ہونے لگیں تو بچوں کی پیدائش کی شرح بڑھ جائے گی۔ لیکن اگر بچے زندہ رہیں تو یقیناً ایک بچے سے دوسرے بچے تک کے فاصلے میں زیادہ عرصہ لگے گا۔

بہت سے ایسے لوگ جو صحت کے ماہر ہیں اور یونیسف بھی ان میں شامل ہے ان کا کہنا ہے کہ پانچ کروڑ بچوں کو اس دہاکے میں بچایا جا سکتا ہے۔ اگر ہم یہ کارنامہ انجام دے سکیں تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس عرصے میں دس کروڑ بچے کم پیدا ہوں گے اسمیں کوئی شک نہیں کہ کسی ملک نے ان دونوں باتوں کو ابھی تک وقوع پذیر ہوتے نہیں دیکھا اگر اب والدین کو بچوں کی صحت کے متعلق اور ان کی بیماریوں میں ان کے علاج کے متعلق پوری واقفیت بہم پہنچا دی جائے تو بچے ہلاک بھی کم ہوں گے اور بچوں کی شرح پیدائش بھی کم ہو جائے گی۔ آج کل رسل و رسائل کے جو مواقع میسر ہیں ان میں یہ بات کوئی مشکل بھی نہیں ہم سمجھتے ہیں کہ بچوں کے متعلق ہر قسم کی ضروری ہدایات حاصل کر کے انہیں دوسروں تک پہنچانا ایک نیکی کا کام ہے۔ ہم میں سے ہر شخص کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ ہم تمام بچوں کو اپنے بچے سمجھ کر ان کی صحت اور تندرستی طول عمری اور بہبود کے لئے جو کچھ بھی ہو سکے کریں۔

نائیجیریا میں جلسہ سالانہ

الفضل کے نائیجیریا کے نمائندے نے یہ بتایا ہے کہ حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے آئندہ جلسہ سالانہ لیگوس اوجو کورو کی بجائے الارو میں منعقد کیا جایا کرے گا۔ اس سال کا جلسہ جو ۲۱، دسمبر سے ۲۳، دسمبر ۱۹۹۰ء تک ہوگا۔ ۴۱ واں جلسہ سالانہ ہوگا۔ آج سے ۴۰ سال قبل لیگوس کی بیت الذکر میں جلسے کا آغاز کیا گیا تھا۔ اس کے بعد یہ کچھ دیر تک ایک ٹیچرز ٹریننگ کالج کی گراؤنڈ میں ہوتا رہا۔ اور اس کے بعد اوجو کورو جسے احمدیہ کالونی کہا جا سکتا ہے وہاں یہ جلسہ منعقد کیا جاتا رہا۔ لیکن اب حضور کی اجازت سے جلسہ کا مقام اوجو کورو سے بدل کر الارو کر دیا گیا ہے۔ خدا کرے وہاں جلسے کا انعقاد ہر طرح اور سب کے لئے بابرکت ہو۔

بقیہ: صفحہ ۱ سے آگے

ساتھ کام کرو اور اپنے دوست کو بھی دیانتداری کے ساتھ کام کرنے کی عادت ڈلواؤ۔ بدظنیاں ترک کر دو۔ سب کام سیدھے ہو جائیں گے۔ اب جو کام تم کرتے ہو وہ تمہاری بدنامی کا موجب ہیں۔ سلسلے کی بدنامی کا موجب ہیں اور تمہارے منہ پر سیاہی پھیرنے والے ہیں۔ شریعت کے احکام بدل نہیں سکتے۔

. . . . تمہیں وہ حکم ماننا پڑے گا جو انہوں نے دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب تک قاضی کسی معاملہ کی تحقیقات کر کے اسے صحیح قرار نہیں دے دیتا وہ جھوٹ ہے اور جو شخص ایسی بات کرتا ہے جس کی قاضی نے تحقیقات نہیں کی وہ جھوٹا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ فروری ۱۹۵۱ء)

اللہ تعالیٰ ہمارے اسیران راہ مولیٰ کی جلد اور باعزت رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رشید احمد چوہدری
لندن

ادب کا نوبل پرائز

امسال لٹریچر کا نوبل پرائز میکسیکو کے ایک عظیم مضمون نگار اور شاعر OCTAVIO PAZ کو ملا۔ جس کی زیادہ تر تحریرات سپینش زبان میں ہیں مگر انگریزی زبان میں بھی معرکۃ الآرا، لٹریچر موجود ہے۔ اس کی ایک کتاب THE MONKEY GRAMMARIAN جو اس نے ۱۹۷۰ء میں تحریر کی اور ابھی پچھلے سال ہی شائع ہوئی ہے۔ لوگوں میں از حد مقبول ہوئی۔ یہ کتاب اس نے انگلستان کے قیام کے دوران لکھی۔ اس وقت وہ کیمبرج یونیورسٹی میں وزٹنگ لیکچرر کے طور پر کام کر رہا تھا۔

یاد رہے پچھلے سال یہ انعام بھی سپینش زبان میں غیر معمولی کتب پر سپینش کے ایک مصنف Camelo Jese cela کو ملا تھا۔ اس طرح خلاف معمول لگاتار دو سال سپینش زبان میں لٹریری کام پر ایوارڈ دیا گیا ہے۔ Paz میکسیکو کے مضافات میں ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوا۔ اس کی ماں سپین کی رہنے والی تھی۔ جبکہ اس کا باپ میکسیکو کا تھا۔ اس طرح اس کے خون میں دونوں تہذیبوں کا امتزاج تھا جو اس کی تحریرات سے عیاں ہے PAZ نے ۱۶ سال کی عمر میں شعر کہنے شروع کر دیئے تھے۔ اس کا شاہکار THE LAYBRINTH OF SOLITUDE ۱۹۵۰ء میں شائع ہوا جس میں اس نے قدیم AZTEC کلچر اور جدید ہسپانوی کلچر کے تضادات کو واضح کر کے میکسیکو کی موجودہ تہذیب پر گہری طنز کی ہے۔ PAZ کے ان انقلابی خیالات کی وجہ سے میکسیکو کے بہت سے رہنے والے چونکے اور اس پر حاشیہ آرائیاں شروع ہو گئیں۔

PAZ نے ڈپلومیٹ کی حیثیت سے اپنی زندگی کا آغاز کیا مگر فارغ اوقات میں نظمیں لکھنا اس کا مشغلہ تھا۔ اپنے اس شغل کے بارہ میں وہ ایک جگہ لکھتا ہے "شاعری کا دھندا روز بروز مشکل ہوتا جا رہا ہے اور یہ احساس ہونے لگا ہے کہ میں نے ان گنت صفحات لکھ لکھ کر ضائع کئے ہیں۔ اور کتنا وقت اس پر برباد کیا ہے"

۱۹۸۱ء میں اس کی ان انقلابی تحریروں پر اسے ہسپانوی دنیا کا سب سے بڑا لٹریری ایوارڈ ملا۔ ایک وقت میں وہ دو رسالوں PLURAL اور VEULTA کا ایڈیٹر بھی رہا ہے۔

۱۹۴۵ء میں اس کی تعیناتی پیرس کے سفارت خانے میں ہوئی جہاں وہ SURREALISM تحریک (جو فرانس میں ۱۹۲۰ء میں شروع ہوئی تھی) کے ایک سرگرم کارکن ANDRE BRETON سے ملا اور اس فلاسفی سے بے حد متاثر ہوا۔ کچھ عرصہ بعد اس کا تبادلہ جاپان ہو گیا اور ۱۹۶۲ء میں اسے ہندوستان میں بطور سفیر مقرر کیا گیا۔

۱۹۶۸ء میں ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جس نے اس کی طبیعت پر گہرا اثر کیا اور اس نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ ہوا یوں کہ اولمپک کھیلوں کے شروع ہونے سے ایک دن پیشتر میکسیکو شہر میں پولیس نے مظاہرین طلبہ پر گولی چلائی اور سینکڑوں طلبہ کو ہلاک کر ڈالا PAZ نے احتجاج کیا اور ملازمت کو خیرباد کہہ دیا۔

PAZ انگریزی زبان کے شاعروں مثلاً ELIOT، YEATS اور EZRA POUND سے بہت متاثر تھا۔ خاص طور پر ELIOT کی کتاب THE WASTE LAND نے اس پر بہت گہرا اثر چھوڑا۔ ایلیٹ کی طرح وہ بھی مذہب اور شاعری کو قریب تر دیکھنے کا خواہشمند تھا۔ اس کا قول ہے کہ مذہب اور شاعری دونوں ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں کیونکہ ہر دو میں ایک طرح کے تقدس کا احساس پایا جاتا ہے۔ وہ شاعری کو اشیاء کی اصلی حقیقت جانچنے کا ذریعہ بنانا چاہتا تھا۔

اس کی نثر کا ایک مجموعہ ۱۹۸۷ء میں CONVERGENCES کے نام سے انگلستان میں شائع ہوا۔ PAZ حقوق انسانی کا علمبردار تھا۔ اس نے ڈکٹیٹروں کی حکومت کے مظالم کے خلاف سخت احتجاج کیا۔ اور VEULTA کے صفحات میں ان کی کارروائیوں پر سخت نکتہ چینی کی۔

PAZ کے نزدیک انقلاب فرانس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے دونوں نظام فرسودہ ہو چکے ہیں۔ مغربی جمہوریت نے انسان کو انفرادی حقوق تو دیئے جس سے زندگی کا معیار یقیناً بلند ہوا لیکن انسانی ذہن میں کسی قسم کی تبدیلی پیدا نہ ہوئی اور سوسائٹی میں بھائی چارے کی فضا کا فقدان رہا۔ دوسری طرف مارکسزم کا انجام اس سے بھی بدتر رہا۔

ان دونوں نظاموں کے ناکام ہو جانے سے آئندہ کیا حالات رونما ہوں گے۔ آئندہ صدی بتائے گی۔ غالباً PAZ کے انہی خیالات کی وجہ سے سویڈن کی اکیڈمی نے اس کو نوبل پرائز کا حقدار قرار دیا ہے۔

پاز کی ایک مختصر کہانی
MORVEL OF WILL

OCTAVIO PAZ کی ایک کہانی جس میں میکسیکن تہذیب پر گہری طنز کی گئی ہے درج ذیل دی جاتی ہے جس سے اس عظیم شخص کی سوچ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

"پورے تین بجے پیڈرو اندر داخل ہو کر ہمارے میز کا رخ کرتا۔ میز کے گرد بیٹھے ہوئے ہر گاہک کو سلام کرتا اور زیر لب بڑبڑاتے ہوئے خاموشی سے اپنی سیٹ پر جا بیٹھتا۔ پھر وہ کافی کا آرڈر دیتا۔ سگرٹ کا کش لگاتا، ساتھ بیٹھے ہوئے گاہکوں کی اناپ شناپ سنتا، کافی آتی تو اس کی چسکیاں لیتا۔ ختم کرنے پر ویٹر کو رقم ادا کرتا۔ اپنا ہیٹ پہنتا اور بریف کیس ہاتھ میں تھام کر سلام کر کے باہر چلا جاتا۔ روزانہ اس کا یہی معمول تھا۔

ہر روز کیفے میں کرسی پر بیٹھتے ہوئے یا اٹھتے ہوئے وہ نہایت سنجیدہ چہرے کے ساتھ اور اداس نظروں کے ساتھ جو الفاظ ادا کرتا وہ یہ ہیں:۔

"کاش تم مر جاتے"

ڈون پیڈرو دن میں متعدد مرتبہ یہ جملہ دہراتا۔ صبح اٹھتے وقت، کام کے لئے تیار ہوتے وقت، گھر سے نکلتے وقت اور داخل ہوتے وقت، صبح آٹھ بجے، دوپہر ایک بجے، سہ پہر اڑھائی بجے، شام سات بجکر ۴۰ منٹ پر، کیفے میں یا دفتر میں، کھانا کھانے سے پیشتر اور کھانا کھانے کے بعد اور رات کو سوتے وقت یہی جملہ اس کی زبان پر ہوتا۔ بعض دفعہ یہ الفاظ اونچی آواز میں کہتا اور بعض دفعہ سرگوشی کے انداز میں خلوت میں بھی اور جلوت میں بھی۔ بعض دفعہ ایسا محسوس ہوتا کہ صرف اس کی آنکھیں ہی یہ الفاظ ادا کر رہی ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ یہ الفاظ ہر بار اس کی روح کی گہرائیوں سے نکل رہے ہوتے۔

کوئی شخص نہ جان سکا کہ وہ یہ الفاظ کس کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے۔ ہر شخص اس بات سے غافل تھا کہ اس کی نفرت کا راز کیا ہے اگر کوئی شخص اس سے کریدنے کی کوشش کرتا تو وہ لاپرواہی سے منہ پھیر لیتا اور گم سم ہو جاتا۔

شاید یہ نفرت بے سبب تھی، خالص نفرت۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نفرت کا یہ احساس ہی اس کی غذا ہے اور اس کی زندگی میں سنجیدگی کا باعث۔ بلکہ پیرانہ سالی میں عظمت کی جھلک بھی شاید اسی وجہ سے تھی۔ وہ ہمیشہ سیاہ لباس پہنتا شاید اپنے شکار کی مرگ سے پیشتر ہی سوگ کے اظہار کے لئے۔

ایک سہ پہر وہ معمول سے بھی زیادہ سنجیدہ کیفے میں داخل ہوا اور آتے ہی دھڑام اپنی سیٹ پر گر گیا۔ حاضرین خاموشی سے اس کو دیکھنے لگے۔ یکدم وہ گویا ہوا:۔

"میں نے اس کو مار دیا ہے"

کس کو مارا اور کیسے مارا۔ کسی کو کچھ پتہ نہ چلا۔ حاضرین میں سے بعض نے اس کو مذاق سمجھا اور مسکرا دیئے مگر جب ڈون پیڈرو نے گھور کر ان کی طرف دیکھا تو وہ سہم گئے۔ گو ہم سب جاننے کے لئے بے چین تھے مگر وہ ان کلمات کے علاوہ کچھ نہ بولا آہستہ آہستہ سبھی لوگ ایک ایک کر کے کھسک گئے اور ڈون پیڈرو خلا میں نظریں جمائے تنہا رہ گیا۔ اب وہ پہلے سے بھی زیادہ سنجیدہ اور رنجیدہ لگ رہا تھا جیسے بجھا ہوا شرارہ ہو اور اس کے چہرے پر کسی قسم کے پچھتاوے کے آثار تک نہ تھے۔

اس واقعہ کے اگلے دن وہ کیفے نہیں آیا۔ اس کے بعد وہ کبھی وہاں نہیں آیا۔ شاید وہ مر گیا ہو یا شاید وہ زندہ ہے اور کسی اور کے ساتھ نفرت کرنے لگا ہے۔ کسی کو علم نہ ہو سکا۔ شاید اسے جینے کے لئے زندگی بخش نفرت کی ضرورت ہے۔ میں تو اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا ہوں اور تمہیں بھی میری یہ نصیحت ہے کہ ایسا کرتے رہو۔

شاید تمہیں بھی ایسا تجربہ ہوا ہو کہ ایک ضدی، غصہ سے بھری عمیق آنکھیں تمہیں گھور گھور کر دیکھتی رہی ہوں۔

کیا تم نے سوچا کہ کتنے ___

تمہارے قریب ہی ___

تم کو اسی قسم کی آنکھوں سے گھور گھور کر دیکھ رہے ہیں جیسے کہ ڈون پیڈرو کی تھیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
___ مینجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

محترمہ فائزہ میر صاحبہ گوجرانوالہ لکھتی ہیں:

"نوجوان نسل اور منشیات" کے نام سے میں نے آپ کو ایک مضمون شائع کرنے کے لئے بھیجا۔ مضمون شائع کرنے کا بہت بہت شکریہ۔ آپ کا خط بھی موصول ہوا۔ لیکن آپ کا خط پڑھ کر تعجب ہوا۔ آپ نے لکھا تھا "مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنا خاندانی تعارف لکھیں تاکہ مضمون کی اشاعت میں سہولت رہے"۔ اس وجہ سے میں نے آپ کو جواب دینے سے گریز کیا۔ کہ فرض کریں کہ آپ کو میرا تعارف پسند آجاتا ہے تو آپ مضمون جلدی شائع کر دیں گے اور اگر پسند نہیں آتا تو دیر سے یا پھر شائع ہی نہیں کریں گے۔ یہ تو دونوں اطراف سے جانبداری اور ناانصافی کی بات ہے۔ ایک اچھے ایڈیٹر کے لئے غیر جانبدار ہونا بہت ضروری ہے۔ اُمید کرتی ہوں کہ آپ وسیع النظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے میری اس بات کو ہضم کر جائیں گے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کا نقطۂ نظر کچھ اور ہو۔ جو میری سمجھ میں نہ آیا ہو۔ بہر حال میں آپ کو بتا دیتی ہوں۔ میرے والد صاحب کا نام میر محمد اکبر ہے اور میرے دادا جان کا نام میر محمد بخش ایڈووکیٹ ہے اور میری امی کا نام صادقہ میر ہے۔ ہم شروع ہی سے گوجرانوالہ کے رہنے والے ہیں۔ شاید آپ جانتے ہوں۔ آپ نے میرے تعلیمی کوائف کے بارے میں پوچھا ہے تو وہ میں آپ کو بتا دیتی ہوں۔ میں نے پچھلے سال پنجاب یونیورسٹی سے اطلاقی نفسیات میں ایم۔ ایس۔ سی کی ہے آگے پڑھنے کا ارادہ تھا لیکن گھر والوں نے پڑھنے نہیں دیا)۔ اس لئے آج کل فارغ ہوں۔

آپ نے ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء کے اخبار میں "جمیل الرحمٰن رفیق صاحب" کا "تلفظ" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا ہے۔ جس میں انھوں نے پانچ الفاظ کے تلفظ کو بیان کیا ہے۔ اس میں سے تین الفاظ الوداع، شجاعت اور خزانہ کے تلفظ جو انھوں نے بتائے ہیں۔ وہ فیروز اللغات کی اُردو لغت کے مطابق درست نہیں ہیں۔ میرے پاس اس لغت کا نیا ایڈیشن موجود ہے۔ میں نے اِس میں سے دیکھے ہیں۔ میں نے یہ پوچھنا تھا کہ اُنھوں نے کس لغت کو استعمال کیا ہے۔ تاکہ صحیح تلفظ کا پتہ چل سکے۔

میں نے آپ سے یہ بھی پوچھنا تھا کہ کیا "الفضل اخبار" پورا مہینہ شائع نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہمیں ہر مہینہ ۲۳ یا ۲۴ پرچے ملتے ہیں۔ اس سے زیادہ کبھی نہیں ہوتے۔ ہم اخبار اپنے خادم بیت الذکر کے ذریعے منگواتے ہیں۔ وہ تین چار دنوں کے بعد دو تین اکٹھی دے کر جاتے ہیں۔ اگر پوچھو کہ پوری ۳۰ کیوں نہیں دیتے تو کہتے ہیں کہ پیچھے سے اتنی ہی آتی ہیں۔ میں نے جب اپنا مضمون بھیجا تھا تو میں تو دُعا ہی مانگتی رہی کہ کہیں یہ والی اخبار مس نہ ہو جائے۔ لیکن شکر ہے کہ بروقت مل گئی۔ اُمید ہے کہ آپ میری اس اُلجھن کو دُور کر دیں گے۔

اس خط کے ساتھ ہی میں آپ کو ایک مضمون بھیج رہی ہوں۔ باری آنے پر شائع کریں۔ مجھے اس مضمون کا عنوان کچھ صحیح نہیں لگ رہا۔ اگر آپ کے ذہن میں اس سے بہتر کوئی عنوان ہو تو وہ لکھ دیں۔ مہربانی ہو گی۔

۱۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایسا ایڈیٹر بنا دے جیسا کہ صحیح معنوں میں الفضل کا ایڈیٹر ہونا چاہیئے۔

۲۔ میرا اندازہ درست نکلا۔ آپ کا خاندان تو جماعت میں خاصا معروف ہے محترم محمد بخش صاحب میر ایڈووکیٹ انتظامی لحاظ سے اور آپ کی امی کا نام ایک عرصہ سے ہم مصباح کی زینت بنتا دیکھ رہے ہیں۔ انہوں نے کاڑھنے کے لئے ایسے ایسے خوبصورت پھول دیئے ہیں کہ جی خوش ہو جاتا ہے۔ بہت سی بہنوں نے ان کے دیئے ہوئے پھولوں سے اپنے گھر سجائے ہیں۔

۳۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ اخبار تسلسل کے ساتھ آرہا ہے یا نہیں اور کہ کوئی اخبار مس تو نہیں ہو گیا آپ اخبار کا شمارہ نمبر دیکھا کریں۔ جمعہ کے روز اخبار الفضل شائع نہیں ہوتا اس لئے ہر ماہ چار پانچ پرچے نہیں چھپتے۔ لیکن بہر حال آپ شمارہ نمبر دیکھا کریں۔ پتہ چل جائے گا کہ پورے اخبار آپ کو ملے ہیں یا نہیں

۴۔ تلفظ کے سلسلے میں آپ مکرم جمیل الرحمٰن صاحب رفیق کے جواب کا انتظار کریں۔

(ایڈیٹر)

محمد اعظم صاحب فاروقی (معلم) ادرحماں سے لکھتے ہیں:

گزارش ہے کہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء بروز ہفتہ کا اخبار الفضل پڑھنے کا موقع ملا۔ محترم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب کا مضمون (تلفّظ) دیکھنے کا اتفاق ہوا۔

محترم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب نے پانچ الفاظ کے تلفّظ بمعہ اعراب عوام الناس تک درست پہنچانے کی کاوش فرمائی ہے۔ جمیل صاحب کے پانچ الفاظ جو انہوں نے اعراب کے ساتھ بتائے ہیں۔ خاکسار انہیں کے بتائے ہوئے اعراب کے مطابق وہی الفاظ پیش کرتا ہے۔ مُشتغِل اس لفظ سے خاکسار متفق ہے۔ اَلْوَداع۔ شَجاعَت۔ خِزانَہ۔ دَارُالیُمن۔ یہ چار الفاظ خاکسار نے جب فیروز اللغات اُردو (جیبی) سے ملائے ہیں تو بہت تضاد نکلا ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیے فیروز اللغات اُردو جیبی کے مطابق ان چار الفاظ کے تلفّظ بمعہ اعراب کیا ہیں۔ اَلْوِدَاع۔ شُجَاعَت۔ خَزَانہ۔ دَارُالیَمن: اتنا بڑا تضاد۔ اتنا بڑا فرق۔ محترم نسیم سیفی صاحب اس تضاد کے پس پردہ کیا حقائق ہیں، اُن سے ضرور آگاہ کیا جائے۔ کیا جمیل الرحمٰن رفیق صاحب کو غلطی لگی ہے یا فیروز اللغات اردو جیبی والوں کو غلطی لگی ہے۔

مکرم عبدالحلیم صاحب ملک لکھتے ہیں:

خدا تعالیٰ کے فضل سے خاکسار تقریباً گزشتہ چار سال سے الفضل کا خریدار ہے الفضل کے مضامین بہت اچھے ہوتے ہیں۔ جن میں حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ کے ملفوظات آئمہ احمدیت کے نصیحت آموز خطبات کے اقتباسات آپ کی نظمیں۔ دینی معلومات اور دیگر عام معلومات شامل ہیں۔ یہ ساری چیزیں ہماری تربیت اور روحانی ترقی کا باعث ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے میں اور میری بیوی الفضل کو نہایت دلچسپی سے پڑھتے ہیں اور بچوں کو بھی اس کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس عظیم خدمت دین کا بہترین اجر عطا کرے۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ میرے لئے بھی دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب گھر والوں کو بھی اس سے مکمل فائدہ حاصل کرنے کی توفیق دے۔ ہمیشہ کے لئے الفضل کا خریدار بنائے رکھے۔

مکرم عتیق احمد صاحب امیر ضلع وہاڑی لکھتے ہیں:

آپ کی ایڈیٹری میں الفضل پہلے سے

باقی ص پر

یادِ رفتگان ـــــــ منصورہ حنا

محترم مولوی عنایت اللہ جالندھری صاحب

میرے دادا جان محترم مولوی عنایت اللہ صاحب ۳۰ دسمبر ۱۹۸۲ء کو بوجہ ہارٹ اٹیک وفات پا گئے۔ آپ بہت ہی صفائی پسند، صابر اور شاکر انسان تھے۔ والد محترم کا نام امام دین صاحب اور والدہ محترمہ کا نام عائشہ بی بی صاحبہ تھا۔ آباؤ اجداد جالندھر کے رہنے والے تھے۔

آپ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے عرصہ پانچ سال تک سنگاپور میں بلا معاوضہ خدمتِ دین کی توفیق پائی۔ اسی دوران آپ کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں۔ آپ نے اس عظیم صدمے کو نہایت ہمت، حوصلے، اور صبر سے برداشت کیا۔ والدہ صاحبہ کی وفات کے بعد آپ کے بڑے بھائی محترم مولانا ابو العطا صاحب" نے سیدنا حضرت فضل عمر سے اجازت لے کر آپ کو واپس بلا لیا۔ اس کے بعد آپ قادیان میں رہنے لگے اور دعوت الی اللہ کے لئے مختلف مقامات پر جاتے رہے۔ آپ شادی کے بعد کچھ عرصہ تک سندھ میں مقیم رہے۔ پھر قادیان واپس تشریف لے گئے۔ جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ اس وقت آپ جا کے چیمہ تشریف لے آئے۔ اور بقیہ زندگی یہیں گزاری۔

آپ کی پانچ بیٹیاں اور پانچ بیٹے تھے۔ دو بیٹے بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ آپ نے بچوں کی تربیت نہایت اعلیٰ رنگ میں کی خاص طور پر بیٹیوں کی۔ بقول دادی جان کہ موصوف کہا کرتے تھے کہ بیٹیوں کی تربیت اچھے رنگ میں کرو۔ ہمیں انہیں کی بدولت جنت ملنی ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس نے دو بیٹیوں کی اچھی تربیت کی وہ جنت میں داخل ہوا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنی بیٹیوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ آپ کی ایک بیٹی حافظِ قرآن اور دو ٹیچر ہیں

آپ دل کے مریض تھے جب آپ کو دوسرا ہارٹ اٹیک ہوا تو آپ نے دُعا کی۔ کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فرائض پورے کرنے کی توفیق عطا فرما۔ چنانچہ اپنی سب سے چھوٹی بیٹی کی شادی کے ایک ہفتہ بعد جب آپ فجر کی نماز ادا کر کے گھر آئے ناشتہ کیا اور ریڈیو پر سات بجے کی خبریں سننے لگے تو تیسرا ہارٹ اٹیک ہوا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے اور اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
ـــــــ مینجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غلام مصطفےٰ اتبسم

کھیل اور کھلاڑی

عظیم عمران کی عظیم کاوش

شوکت جہاں میموریل کینسر ہسپتال

اس ہسپتال کی تعمیر سے ملک کے لاکھوں غریب سسکتی موت سے بچ جائیں گے

میرے ملک کے عوام کی محبت مجھ پر قرض ہے جو میں ان کے لئے کچھ کر کے چکانا چاہتا ہوں ـــــ عمران خان

کرکٹ کی دنیا کا نامور آل راؤنڈر اور لاکھوں دلوں کی دھڑکن جو ہر وقت اخبارات کی خبروں کا موضوع بنا رہتا ہے۔ ان دنوں اس کے متعلق جو خبریں سنائی دے رہی ہیں وہ ایک مہم ہے ایک عظیم کام کے لئے جدوجہد ہے۔ عمران خان پاکستان میں ایک جدید کینسر ہسپتال بنانے کے لئے ۵ ملین ڈالرز کی رقم اکٹھی کر رہا ہے جو کہ انکی والدہ محترمہ شوکت جہاں کے نام سے منسوب ہو گا جو کچھ عرصہ قبل ایسی ہی مہلک بیماری کا شکار ہو کر اس جہان فانی سے رخصت ہو گئیں تھیں عمران خان نے حال ہی میں لندن اپنے فلیٹ میں (جس میں چاروں طرف کرکٹ کی تصاویر لگی ہوئی ہیں) ایک انگریز صحافی مارینا ڈیوین کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ اس تمام کام کی منصوبہ بندی اس نے اسی فلیٹ میں بیٹھ کر کی ہے۔ عمران خان کہتے ہیں کہ پورے پاکستان میں ایک بھی کینسر انسٹیٹیوٹ نہیں ہے سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ امیر طبقہ تو اپنا علاج کرانے یورپ چلا جاتا ہے لیکن غریبوں کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا کہ روز بروز قریب آتی موت کا بے بسی سے انتظار کریں۔ سپر سٹار عمران خان نے کہا کہ میں ایک ایسا ہسپتال تعمیر کرنا چاہتا ہوں جہاں پاکستان کے ہر شہری کو علاج کی سہولتیں ملیں بالخصوص غریب اور نادار لوگوں کا علاج مفت ہو۔ میری خواہش ہے کہ یہ ہسپتال ایک ماڈل ہسپتال ہو اس لئے میں اپنا تمام وقت اور صلاحیتیں اس پر صرف کر رہا ہوں اور ان دنوں کوئی اور کام نہیں کر رہا۔ عمران خان نے بتایا کہ انہوں نے ہسپتال کے لئے لاہور میں ۱۵ ایکڑ زمین حاصل کر لی ہے جس میں تعمیراتی کام اگلے سال موسم گرما میں شروع ہو جائے گا ہوں!

نے بتایا کہ وہ اس سلسلے میں شارجہ اور پاکستان میں بینیفٹ عشائیوں سے ایک ملین ڈالر کی رقم اکٹھی کر چکے ہیں۔ اور ان دنوں انگلینڈ میں فنڈز اکٹھا کرنے کی مہم چلا رہے ہیں۔ عمران خان نے بتایا کہ اس منصوبے کی اصل بنیاد میری والدہ کا انتقال تھا وہ اسی مہلک مرض کا شکار ہوئی تھی پاکستان میں جب پہلی بار انہیں ہسپتال لے جایا گیا تو ڈاکٹر ان کے مرض کی تشخیص نہیں کر سکے اور جب انہیں پتہ چلا کہ انہیں درحقیقت کینسر ہے تو اس وقت بہت دیر ہو چکی تھی۔ اپنی والدہ کے آخری ایام میں مجھے اکثر ہسپتال جانے کا اتفاق ہوا جہاں میں نے غریب مریضوں کے حالات دیکھے تو میرے ذہن میں کینسر ہسپتال بنانے کا خیال آیا۔ لیکن ایک بات ابھی تک واضح نہیں ہو سکی وہ یہ ہے کہ کرکٹ سے ریٹائرمنٹ کے بعد عمران خان کیا کریں گے۔ یاد رہے کہ دو سال قبل پاکستانی حکومت نے انہیں ملازمت کی پیشکش کی تھی انہوں نے یہ کہہ انکار کر دیا تھا کہ وہ کوئی سیاستدان نہیں۔ عمران خان نے کہا کہ میری کبھی بھی خواہش نہیں رہی کہ میں سیاست میں حصہ لوں۔ اگر میں نے ایسا کیا تو یہ میری سب سے بڑی بے وقوفی ہوگی۔ کیونکہ میں سیاست سے باہر رہ کر وطن کے لئے زیادہ کام کر سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے علم ہے کہ کرکٹ کی وجہ سے میرے ملک میں میری ایک پہچان ہے لوگ مجھے جانتے ہیں اور میری عزت کرتے ہیں اس لئے میرا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ ایک قومی ہیرو کی عزت جو مجھے میرے ملک کے لوگوں نے دی ہے اس کے بارے میں اپنے ملک کے لئے کچھ کروں۔ دنیا میں بہت سے کام ایسے ہیں جو ہم اپنے وطن کے لئے کر سکتے ہیں۔

جاوید میانداد

جاوید میاں داد جو پاکستان کرکٹ ٹیم کا مایہ ناز کھلاڑی اور بہترین بلے باز ہے، نے اپنی کامیابیوں میں مزید ایک اور کامیابی کا اضافہ کیا جب اس نے نیوزی لینڈ کے خلاف کھیلے جانے والے تیسرے اور آخری ٹیسٹ میچ کی پہلی اننگ بمقام فیصل آباد میں پانچواں ایسا بلے باز بن گیا جس نے ٹیسٹ کرکٹ میں ۸۰۰۰ رنز بنائے۔ میاں داد کے ۸۰۰۰ رنز اب تاریخ کا ایک حصہ بن گئے ہیں۔ اس نے اسی میچ میں "سر گیری سوبر" کے ۸۰۳۲ رنز پر سبقت حاصل کر لی اور اس طرح وہ سنیل گواسکر ایلن بارڈر اور جیوف بائیکاٹ کے بعد چوتھا سب سے زیادہ رنز بنانے والا بلے باز بن گیا۔

میاں داد جس کی کرکٹ کی زندگی مختلف ریکارڈ قائم کرنے سے بھری ہوئی ہے وہ یقیناً دنیا کے کسی بھی بلے باز کے لئے قابل رشک مقام کا حامل ہے۔ اس نے اپنے پہلے ۱۰۰۰ رنز اپنی زندگی کے چودھویں ٹیسٹ میچ بمقام فیصل آباد ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو مکمل کئے۔ ۲۰۰۰ رنز جو بیسویں ٹیسٹ میچ میں بمقابلہ بھارت بمقام بمبئی بتاریخ ۲۰ دسمبر ۱۹۷۹ء۔ ۳۰۰۰ رنز ۳۹ ویں ٹیسٹ میچ میں بتاریخ ۱۹ مارچ ۱۹۸۲ء بمقام فیصل آباد بمقابلہ سری لنکا۔ ۴۰۰۰ رنز ۵۲ ویں ٹیسٹ میچ میں بمقام بنگلور بتاریخ ۱۸ ستمبر ۱۹۸۳ء بمقابلہ بھارت۔ ۵۰۰۰ رنز ۶۸ ویں ٹیسٹ میچ میں بمقابلہ نیوزی لینڈ بتاریخ ۹ فروری ۱۹۸۵ء بمقام ڈونیڈن۔ ۶۰۰۰ رنز ۸۶ ویں ٹیسٹ میچ میں بمقام اوول بتاریخ ۶ اگست ۱۹۸۷ء بمقابلہ انگلینڈ۔ ۷۰۰۰ رنز ۹۵ ویں ٹیسٹ میچ میں بمقام لاہور بتاریخ ۹ اکتوبر ۱۹۸۸ء بمقابلہ آسٹریلیا اور آخر میں ۸۰۰۰ رنز اپنے ایک سو ساتویں ٹیسٹ میچ نیوزی لینڈ کے خلاف ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو مکمل کئے۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم سید علی احمد صاحب طارق ایڈووکیٹ سپریم کورٹ کراچی (ابن مکرم سید احمد علی صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد) پہلے ٹائیفائیڈ سے بیمار رہے اور آپ یرقان اور ملیریا سے علیل ہیں۔ کمزوری بہت ہو گئی ہے۔

○ مکرم چوہدری عبد الغنی صاحب چک نمبر ۳۷ جنوبی ضلع سرگودھا شدید علیل ہیں۔

○ عزیزہ عامرہ طیبہ میر صاحبہ اور عزیزہ رضیہ طیبہ میر صاحبہ امتحان میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

○ مکرم محمد رفیع صاحب گجراتی۔ ربوہ کی اہلیہ محترمہ ثریا آصفہ صاحبہ کو لاہور میں شدید چوٹیں آئی ہیں۔ وہ شاہدرہ میں زیر علاج رہیں اب انہیں الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں داخل کیا گیا ہے۔

احباب ان سب کے لئے دعا کریں۔

سیکرٹریان تعلیم متوجہ ہوں

تمام جماعتوں کے سیکرٹریان تعلیم فوری طور پر دفتر نظارت تعلیم سے رابطہ کریں۔ نیز جب بھی ربوہ آئیں تو دفتر تشریف لا کر ملیں۔

ناظر تعلیم
صدر انجمن احمدیہ۔ ربوہ

بقیہ: صـ ۶ سے آگے

نمایاں ہے ہر قسم کے واقعات۔ حالات اور خبریں ہیں۔ جو کہ احباب جماعت تک بروقت پہنچ رہی ہیں، اس پر جتنا ہی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

اسی طرح جتنی آپ کو داد دی جائے وہ بھی کم ہے۔ اللہ تعالیٰ الفضل کو نظر بد سے بچائے رکھے اور آپ کی ایڈیٹری میں الفضل دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے۔

محترمہ ممتاز بیگم صاحبہ ربوہ لکھتی ہیں:

گزارش ہے کہ "پپیتا" کی بابت محترم بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) سید ممتاز احمد صاحب نے آپ کے مؤقر جریدہ الفضل میں تاکید فرمائی ہے کہ احمدی احباب اس پھل کی کاشت ضرور کریں کیونکہ یہ معدہ کے لئے بہترین پھل ہے اور یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ جو دوست پسند کریں ان سے رجوع کریں۔ وہ نہ صرف انہیں بیج مہیا کر دیں گے بلکہ ہدایات متعلقہ بھی۔ پھر ایسے دوست دوسرے دوستوں کو اپنی نرسری میں سے ان کے پودے مفت دیں۔

بہت مفید معلومات تھیں۔ لیکن مضمون نگار نے اپنا پتہ تحریر نہیں کیا۔ اس لئے آپ کو زحمت دیتی ہوں کہ آپ از راہِ کرم ان کا پتہ تحریر فرمائیں۔ کیونکہ راقمہ کو بھی اس پودے کے لگانے کا بہت شوق ہے۔ اور راقمہ کو اس کے بیج اور ہدایات درکار ہیں۔

افادہ احباب کے لئے ہم ذیل میں موصوف کا ایڈریس شائع کر رہے ہیں۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) سید ممتاز احمد
بی ۔ ۸۱ ۔ سرکلر سٹریٹ ۔ ڈیفنس سوسائٹی
کراچی نمبر ۴۶ ، فون نمبر ۵۴۱۷۵۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وطن عزیز پاکستان کے
نئے وزیر اعظم

وطن عزیز پاکستان کے نئے وزیر اعظم کے طور پر میاں محمد نواز شریف کا انتخاب قومی اسمبلی نے بھاری اکثریت سے کر لیا ہے۔ جناب نواز شریف نے قائد ایوان کے انتخاب میں ۱۵۲ ووٹ حاصل کئے جبکہ ان کے مقابل پر اے این پی (حقیقی) سے تعلق رکھنے والے اور پاکستان ڈیمو کریٹک الائنس کے امیدوار جناب افضل خان نے ۷۱ ووٹ حاصل کئے۔ قائد ایوان کے طور پر منتخب ہونے کے بعد جناب میاں محمد نواز شریف نے کہا کہ اس ایوان نے مجھ پر جس اعتماد کا اظہار کیا ہے میں اس ایوان کی وساطت سے عوام کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ان کے اعتماد پر پورا اترنے کی کوشش کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ میں سب سے انصاف کا سلوک کروں گا۔ اس موقعے پر مسٹر افضل خان، غلام مصطفٰے جتوئی، اور قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے بھی خطاب کیا اور میاں نواز شریف کو اپنے تعاون کا یقین دلایا۔

بقیہ: ص۱ سے آگے

پیش لفظ کے طور پر رقم فرمائے تھے۔

محترم مولانا صاحب کی ایک نہایت اہم اور یادگار خدمت قرآن کریم کا لفظی اور بامحاورہ ترجمہ ہے۔ چھ جلدوں میں شائع ہونے والے اس ترجمے کا ملک بھر میں خیر مقدم کیا گیا اور اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

محترم مولانا اگست ۱۹۰۸ء میں بستی رانجھا میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۷ء میں احمدیت قبول کی۔ قریباً ۷ سال قادیان میں خدمات انجام دیں۔ ۱۹۵۵ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی تحریک پر علمی تصانیف کا سلسلہ شروع کیا جو تادم آخر جاری رہا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مولانا صاحب موصوف کے درجات بلند کرے اور اپنے مقام قرب میں ان کو جگہ عطا کرے۔

داخلہ جاری ہے

I.C.C کا نام ذہن نشین کر لیں۔
(یہ آپ کو بہترین مستقبل کی ضمانت دیتا ہے)

آپکا اپنا:۔ انسٹیٹیوٹ آف کمپیوٹر اینڈ کامرس۔ ربوہ فون: ۳۴۳

ربوہ آنیوالوں کی سہولت کیلئے

چنیوٹ اور ربوہ کے درمیان واقع پل پر ٹریفک کئی کئی گھنٹے معطل رہتی ہے اس لئے جو احباب ذاتی سواری یا سپیشل ویگن یا بس سے ربوہ آنا چاہیں وہ پنڈی بھٹیاں سے طالب والا پتن سیال موڑ، احمد نگر ربوہ والا راستہ اختیار کریں۔

خاص طور پر اضلاع لاہور، شیخوپورہ، گوجرانوالہ اور گجرات سے ربوہ آنے والے احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ دریائے چناب پر طالب والا کے مقام پر نیا پل تعمیر ہو چکا ہے اور اس پر ٹریفک کی آمد و رفت جاری ہے۔ یہ راستہ اختیار کیا جانا زیادہ بہتر ہوگا۔

(معتمد خدام الاحمدیہ)

صنعتی نمائش

سالانہ آل ربوہ صنعتی نمائش اس سال ماہ نومبر کے آخر میں منعقد کی جا رہی ہے۔ نمائش میں حصہ لینے کے خواہش مند خدام اپنے ہاتھ سے تیار کردہ اشیاء ۲۱ نومبر تک دفتر خدام الاحمدیہ مقامی میں پہنچا دیں۔ اس سلسلہ میں مزید راہنمائی کیلئے دفتر سے رابطہ کریں۔

ناظم شعبہ صنعت و تجارت
مجلس خدام الاحمدیہ مقامی

۱۹۱۱ء میں سب سے پہلے حب اٹھرا پیش کرنیوالا
مصروف خدمت ادارہ
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
ربوہ گوجرانوالہ فون نمبر ۷۳۸۴۴
ربوہ فون نمبر ۹۰۶
قلعہ کالروالہ ملتان کراچی

خبریں

ملکی خبریں

○ سندھ کے نگران وزیر اعلیٰ مسٹر جام صادق علی نے عام انتخابات کے بعد سندھ کے مستقل وزیر اعلیٰ کے طور پر حلف اٹھا لیا ہے۔ سندھ اسمبلی کی سو نشستوں میں سے ۵۸ اراکین نے کھڑے ہو کر انہیں وزیر اعلیٰ بنانے کے حق میں ووٹ دیا۔ پی ڈی اے نے اجلاس سے واک آؤٹ کر دیا۔ اس سے قبل جام صادق علی کی حامی ایم کیو ایم کا ایک رکن سپیکر اور ایک آزاد رکن ڈپٹی سپیکر منتخب ہو گیا تھا۔

○ اسلامی جمہوری اتحاد کے سربراہ میاں نواز شریف نے کہا ہے کہ اگر ہم عوام کی توقعات پر پورا اترتے رہے تو اگلے ۲۵ سال تک پاکستان پر ہماری حکومت قائم رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ پلاٹوں اور پرمٹوں کی سیاست ختم ہو گئی ہے ہم میرٹ اور انصاف کی حکومت قائم کریں گے۔

انہوں نے کہا کہ ہمیں اقتدار خدا نے سونپا ہے اور غیبی امداد ہماری توقعات سے بڑھ کر رہی ہے۔

○ ملک میں قومی اسمبلی کی تیرہ خالی نشستوں پر ضمنی انتخابات ۵ جنوری سے قبل ہوں گے یہ سیٹیں ان افراد نے خالی کی ہیں جنہوں نے بیک وقت دو نشستوں پر انتخاب جیتا تھا۔

○ صدر مملکت ۸ نومبر کو پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کریں گے

○ ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے کہا ہے کہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام امریکہ کی مدد کے بغیر بھی چل سکتا ہے۔

○ قومی اسمبلی کے سبکدوش ہونے والے سپیکر ملک معراج خالد نے کہا ہے کہ میں دونوں سیاسی گروپوں میں مصالحت کرانے میں ناکام ہو گیا تھا۔ اگر ایسا ہو جاتا تو ۶ اگست کے صدارتی اقدام کی ضرورت نہ پڑتی۔

○ لاڑکانہ کے قریب ڈاکوؤں اور دیہاتیوں میں فائرنگ سے دس افراد ہلاک ہو گئے۔

○ پنجاب اسمبلی کے ۲۴۰ اراکین پر مشتمل ایوان میں حزب اختلاف کے بنچوں پر صرف ۱۰ اراکین بیٹھے ہیں۔

غیر ملکی خبریں

○ خلیج کے علاقے میں صورت حال بدستور کشیدہ ہے اور معاملات کو حل کرنے کیلئے زبردست سفارتی کوششیں جاری ہیں۔

○ تنظیم آزادی فلسطین نے مقبوضہ عرب علاقوں میں فلسطینیوں پر مظالم کے پیش نظر سلامتی کونسل کا اجلاس بلانے کا مطالبہ کیا ہے۔

○ بھارت کے وزیر اعظم مسٹر وی پی سنگھ کی حکومت کو ختم کرنے کیلئے کوشش تیز کر دی گئی ہیں۔ مسٹر سنگھ کی جگہ انہی کی پارٹی کے مسٹر چندر شیکھر کو وزیر اعظم بنانے کی کوشش کی جارہی ہیں۔ نئی دہلی میں مسٹر وی پی سنگھ نے اپنی پارٹی جنتا دل کے ایک اجلاس میں شرکت کی اور پارٹی سے مسٹر چندر شیکھر کو نکال دیا۔

○ سری لنکا میں تامل علیحدگی پسندوں کی طرف سے قتل کی دھمکیوں کے بعد شمالی اضلاع کے ہزاروں مسلمان محفوظ مقامات پر منتقل ہو گئے ہیں۔ کیپلی پیٹان میں ۳۰ ہزار کے قریب مسلمان پہنچ گئے ہیں۔ جنکو سکولوں میں ٹھہرایا گیا ہے۔ ان مسلمانوں نے بتایا کہ ان کو چھاپہ ماروں نے فی کس صرف ایک ہزار روپے ساتھ لے جانے کی اجازت دی اسکے علاوہ وہ کچھ بھی ساتھ نہیں لا سکے

○ سوویت یونین کے ماہرین اقتصادیات نے صدر مسٹر گورباچوف کو خبردار کیا ہے۔ کہ اقتصادی اصلاحات کے مجوزہ منصوبے کے نتیجے میں بجٹ کا خسارہ بڑھ جائے گا۔

سوویت یونین کی پندرہ ریاستوں میں سے روسی فیڈریشن پہلے ہی اس منصوبے کی منظوری دے چکی ہے اور اس بارے میں روسی حکومت پر دباؤ جاری ہے کہ ملک کی معیشت کو مغربی ملکوں کی طرز پر آزاد کر دیا جائے۔

پتہ